اصلاح معاشرہ
(سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں)
صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل
کراچی ------- اسلام آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح معاشرہ

سیرت رسول ﷺ کی روشنی میں

(رزقِ حلال کے حوالے سے)

تقسیم کار
المختار پبلی کیشنز
۲۵ر جاپان مینشن، ریگل صدر، کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح معاشرہ

سیرت رسول ﷺ کی روشنی میں

(رزق حلال کے حوالے سے)

❁❁❁

الحمد للّٰہ الذی ھدٰنا للایمان والاسلام ٥
والصّلوٰۃ والسّلام علیٰ سیدنا ومولانا محمّد نبیہ
الّذی استنقذنا بہ من عبادۃ الاوثان والاصنام
وعلیٰ اٰلہٖ واصحابہٖ النخباء البررۃ الکرام

انسان جسم اور روح دونوں کا مرکب ہے۔ اس کی حقیقی ترقی اور فلاح اس وقت ہوگی جب جسم اور روح دونوں کی صحیح تربیت و ترقی ہو۔ اسلام بنی نوع انسان کے

لئے ایک مکمل ضابطۂ حیات اور دستور العمل ہے۔ اس ابدی اور ہمہ گیر صحیفۂ ہدایت کا نزول خاتم الانبیاء سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر قرآن کی صورت میں ہوا، اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی سنت مبارکہ کو اور اپنی نازل کی ہوئی کتاب کو عالم انسانی کے فوز و فلاح کا سب سے بڑا ذریعہ قرار دیا۔ قرآن حکیم، رحمت، برکت، ہدایت، شفا اور نور ہے، اور حضور ﷺ کی سنت مبارکہ اور اسوۂ حسنہ، اسی قرآن کی عملی تفسیر ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ کی ذات مبارکہ تمام جہان کے لئے سراپا رحمت و ہدایت اور دکھی انسانیت کی روحانی اور مادّی بیماریوں کے لئے شفا ہے۔ جو اثر، پاکیزگی اور نور، اللہ تعالیٰ اور سید الانبیاء والمرسلین ﷺ کے کلام مبارکہ میں ہے وہ کسی انسان کے کلام میں نہیں ہے۔

آج یہ عالم ہے کہ مادّی ترقی راکٹ اور کمپیوٹر کی رفتار سے ہو رہی ہے، مگر دوسری طرف روح کی ترقی کی رفتار چیونٹی کی چال سے بھی کمزور تر ہے بلکہ تنزل پذیر ہے۔ نفسانی خواہشات سے ہم اس قدر مغلوب ہو چکے ہیں کہ روح غفلت کے اندھیروں میں گم ہو چکی ہے، بربادی کے اسباب بڑھ رہے ہیں اور فلاح کے کم ہو رہے ہیں، ہمارے معاشرے میں لاکھوں روحانی بیمار، اندھے اور مردے چلتے پھرتے نظر آتے ہیں مگر ہمیں اس کا احساس تک نہیں ہے۔ اس کی وجہ آخر کیا ہے؟

معاشرے میں بگاڑ کیوں ہے ؟:

اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ ہم سرور دین، سرکار دو عالم ﷺ سے منہ موڑ کر شیطان اور نفس کے غلام بن گئے ہیں۔

اس کا علاج اور معاشرے کی فلاح اسی میں ہے کہ ہم شر کے تمام فتنوں سے رخ پھیر کر سر چشمۂ خیر، یعنی سرکار دو عالم محمد رسول اللہ ﷺ کے دامن بیکس پناہ میں آ جائیں۔ اس لئے کہ اللہ جل مجدہ کا یہ کھلا ہوا فیصلہ ہے کہ جو کوئی بھی اللہ کے محبوب ﷺ

سے منہ موڑے گا تو دنیا میں وہ تنگ ہوگا اور قیامت کے دن ذلیل و رسوا ہر کر اٹھے گا

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ترجمہ

ا............''اور جس شخص نے میرے ذکر (یعنی میرے محبوب) سے منہ پھیرا تو بیشک اس کیلئے تنگ زندگانی ہے اور قیامت کے روز ہم اس کو اندھا اٹھائیں گے'' (طٰہٰ ۲۰:۱۲۴)

۲............''اگر یہ قوم ایمان لاتی اور پرہیز گاری کرتی تو ہم یقیناً آسمان اور زمین سے ان پر برکتوں کے خزانے کھول دیتے'' (آیت نمبر ۹۶ اعراف)

۳............''حرام اور حلال رزق برابر نہیں ہے، اگر چہ حرام کی کثرت تمہیں بر کشش معلوم ہو اللہ سے ڈرو اے عقلمندو، تاکہ کامیاب ہو جاؤ'' (آیت نمبر ۱۰۰ مائدہ)

جس طرح خالص و لطیف غذائیں صحت انسانی کے لئے سودمند و نفع بخش ثابت ہوتی ہیں اور ملاوٹ شدہ اور زہریلی خوراک جسم انسانی کے لئے نہایت مضر بلکہ باعث ہلاکت بنتی ہیں اسی طرح نیک و بد اعمال اور حلال و حرام اشیاء کے استعمال سے انسان کے اخلاق و اطوار اور قلب و روح پر گہرے اثرات مرتب ہوئے ہیں۔

قرآن حکیم، احادیث مبارکہ اور سیرت طیبہ کے مطالعہ سے یہ بات بخوبی واضح ہوتی ہے کہ دور حاضر میں اسلامی امہ کی پراگندگی اور اسلامی اقدار کی پامالی میں جس چیز کا سب سے بڑا دخل ہے وہ ہے ''رزق حرام'' اور یہ بات بھی بالکل واضح ہے کہ اعمال حسنہ کی بجا آوری و تکمیل ایمان کی سعی میں ''رزق حلال'' کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔

ملک میں بڑے بڑے کارخانے لگانا، صنعت و تجارت اور زراعت کو جدید طریقوں پر استوار کرنا اور ترقی دینا ملک کی قوت اور حفاظت کے لئے ضروری ہے۔ اسلام مادی ترقی کا ہرگز مخالف نہیں، بلکہ دیکھا جائے تو اسلام کسب حلال اور حصول کمال نیز مکمل ترقی کی تعلیم دیتا ہے۔ ارشاد قرآنی ہے، اور ہر مسلمان پنج وقتہ نماز میں یہ دعا مانگتا ہے۔

رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنیَا حَسَنَۃً وَفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً

''اے رب ہمارے ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے'' (البقرہ:۲،۲۰۱)

ضرورت اس بات کی ہے کہ لوگوں کو بتایا جائے کہ مادی ترقی دراصل تابع ہے روحانی ترقی کے اور مادی ترقی کے حصول کا بہترین، یقینی، اور آسان طریقہ حضور ﷺ کی محبت، اطاعت اور غلامی میں پختہ تر ہونے کی سعی مسلسل ہے، دنیا حاصل کرنے کیلئے ہمیں رشوت ستانی، چور بازاری، ذخیرہ اندوزی، دھوکہ دہی، سود خوری، اسمگلنگ اور مکاری سیکھنے کی ضرورت نہیں بلکہ:

شرط اول قدم آنست کہ مجنوں باشی

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی غلامی کا پٹہ اپنے گلے میں ڈال لو پھر دریائے رحمت کا جوش دیکھو اللہ اپنی اور اپنے محبوب رسول ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری اختیار کرنے والوں پر زمین و آسمانوں سے برکتوں کے خزانے کھول دیتا ہے جن سے حصول رزق اور مادی ترقی میں آسانیاں پیدا ہو جاتی ہیں:

..........نیکیوں سے رزق بڑھتا ہے، گناہوں سے رزق کم ہوتا ہے۔

..........نیکیوں سے عمر بڑھتی ہے، گناہوں سے عمر کم ہوتی ہے۔

..........سود سے مال گھٹتا ہے، خیرات سے مال بڑھتا ہے۔

..........نیکیوں سے زندگی خوشحال ہوتی ہے۔

..........گناہوں سے انسان مصائب و آلام کا شکار ہوتا ہے۔

تکبر، ناانصافی، رشوت، بددیانتی ظلم ہے، اور ظالم کا زوال ضروری ہے غرض حرام ذرائع سے رزق بڑھتا نہیں برباد ہوتا ہے۔ ہماری سلامتی، عبادت، اطاعت، دیانت اور سخاوت میں ہے۔

رزق حلال سے متعلق قرآنی احکامات:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

۱- یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا کُلُوا مِنْ طَیِّبٰتِ مَارَزَقْنٰکُم (البقرہ:۲ : ۱۷۲)

''اے ایمان والو کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری ہوئی چیزیں''

۲- وَکُلُوا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ حَلٰلاً طَیِّباً وَّاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ اَنْتُم بِہٖ مُؤمِنُوْنَ

(آیت ۱۸۸ المائدہ)

''اور کھاؤ جو کچھ حلال پاکیزہ روزی اللہ نے تمہیں دی اور ڈرو اللہ سے جس پر تمہیں ایمان ہے''

۳- وَلَا تَاْکُلُوْآ اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ وتُدْلُوا بِھَآ اِلَی الحُکَّامِ لِتَاْکُلُوْا فَرِیْقاً مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِ ثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ .

(آیت نمبر ۱۸۸، البقرۃ)

''اور آپس ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ حاکموں کے پاس ان کا مقدمہ اس لئے پہنچاؤ کہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ ناجائز طور پر کھالو جان بوجھ کر''

قرآن حکیم فرقان عظیم کی مندرجہ بالا تین آیات نموناً پیش ہیں جن میں ''رزق حلال'' کے حصول اور ''رزق حرام'' سے اجتناب کا حکم صادر ہوا ہے اور اگر اس قسم کی تمام آیات جمع کی جائیں تو ان کے لئے ایک دفتر درکار ہے اور یہ مضمون اس کا متحمل نہیں ہوسکتا کیونکہ ایسی تمام آیات اس موضوع کے زیرعنوان آسکتی ہیں جن میں کسی نہ کسی انداز سے بھی مال حرام یا کسب حرام سے منع فرمایا گیا ہے، مثلاً جوا، چوری، ڈاکہ، سود، رشوت، شراب، ناپ تول میں کمی، ملاوٹ یا دھوکہ دہی یا طلب رزق حلال وغیرہ کی آیات۔ قرآن حکیم کا بغور مطالعہ کرنے والا ہر شخص ان آیات سے بخوبی واقف ہوسکتا ہے

رزق حلال کا اثر اور اہمیت:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے:

يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صٰلِحًا

''اے پیغمبرو پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھے کام کرو'' (المومنون:۲۳:۵۱)

یوں تو اس آیت مبارکہ میں بظاہر خطاب اللہ تعالیٰ کے محبوب و مقبول ترین بندوں یعنی گروہ رسل سے ہے لیکن اگر بہ نظر غائر دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ انبیائے کرام کے اسوۂ حسنہ کی روشنی میں صلاح و فلاح اور انسانی عروج و ارتقا کا ایک زریں اصول ہے کیونکہ رسولان کرام و انبیائے عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام تو معصوم عن الخطاء ہیں اور نیکی و صالحیت تو ان کے رگ و ریشے میں سرائیت کئے ہوئے ہوتی ہے۔ آیت مبارکہ کی ترکیب پر غور کرنے سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ اکل حلال کو اعمال صالح پر مقدم کیا ہے آخر کیوں؟ اس کی کیا حکمت ہے؟ قرآن کریم کی ہر آیت کا دوسری آیت کے ساتھ گہرا ربط ہوتا ہے۔ لہذا اس آیت مبارکہ سے جو حکمت آشکارہ ہو رہی ہے وہ من جملہ دیگر حکمتوں کے مندرجہ ذیل ہے:

۱............اخلاص عمل اور روح صالحیت کے لئے رزق حلال وطیّب روزی ضروری ہے،

۲............عدم صالحیت یا گناہ و بے راہ روی کی زندگی حتمی اور منطقی نتیجہ ہے رزق حرام کا،

۳............حرام روزی پر پلنے والا شخص ضرور اخلاق رذیلہ کا حامل یا اس کی طرف مائل ہوگا،

اس آیت مبارکہ کی روشنی میں اگر آج کے معاشرے کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات ثابت ہو جائے گی کہ آج ہمارے معاشرے کے فساد کا اہم بلکہ اصل سبب یہی رزق حرام ہے اسی حرام خوری نے ہمارے ایمان کو بے حد کمزور کر دیا ہے اور معاشرتی بیماریوں کو جنم دیا ہے جن کی وجہ سے آج ہمیں طرح طرح کی آفتوں اور مصیبتوں کا سامنا ہے اور یہ سب ہماری شامت اعمال کا نتیجہ ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے:-

وَمَآ اَصَابَکُمۡ مِنۡ مُّصِیۡبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتۡ اَیۡدِیۡکُمۡ وَیَعۡفُوۡ عَنۡ کَثِیۡرٍ

''اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اس سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں
نے کمایا اور بہت کچھ تو وہ معاف فرما دیتا ہے'' (الشوریٰ:۴۲:۳۰)

رزق حلال کی اہمیت احادیث کی روشنی میں:

ہمارے نبی مکرم، رحمت مجسم ﷺ نے رزق حلال پر کتنا زور دیا ہے وہ مندرجہ ذیل احادیث مبارکہ سے ظاہر ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

۱----- طلب الحلال فریضۃ علیٰ کل مسلم ومسلمۃ

''رزق حلال طلب کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے'' (احیاء العلوم)

۲-----حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ:

''حلال کی کمائی کی تلاش بھی فرائض کے بعد ایک فریضہ ہے'' (بیہقی شعب الایمان)

۳------رافع ابن خدیج فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ:

''اے اللہ کے رسول (ﷺ)! سب سے زیادہ اچھی کمائی کون سی ہے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا ''آدمی کا اپنے ہاتھ سے کام کرنا اور وہ تجارت جس میں تاجر بے ایمانی اور جھوٹ سے کام نہیں لیتا۔'' (مشکوٰۃ)

۴----رسول ﷺ نے فرمایا کہ:

''اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہے اور صرف پاکیزہ مال ہی کو قبول کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اسی بات کا حکم دیا ہے جس کا اس نے رسولوں کو حکم دیا ہے چنانچہ اس نے فرمایا ''اے پیغمبرو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھے عمل کرو''، اور مومنین کو خطاب کرتے ہوئے کہا ''اے اہل ایمان جو پاک اور حلال چیزیں ہم نے تم کو بخشی ہیں وہ کھاؤ''

پھر آپ نے ایک ایسے آدمی کا ذکر کیا جو لمبی مسافت طے کر کے مقدس مقام پر

آ تا ہے، غبار سے اٹا ہوا ہے، گرد آلود ہے، اور اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف پھیلا کر کہتا ہے ''اے میرے رب! (اور دعائیں مانگتا ہے)'' حالانکہ اس کا کھانا حرام ہے، اس کا پینا حرام ہے، اس کا لباس حرام ہے اور حرام پر ہی وہ پلا ہے، تو ایسے شخص کو دعا کیوں کر قبول ہو سکتی ہے'' (مسلم-ابو ہریرہ)

۵-----عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ:

''کوئی بندہ حرام مال کمائے، پھر اس میں سے خدا کی راہ میں صدقہ کرے تو یہ صدقہ اس کی طرف سے قبول نہیں کیا جائے گا، اگر اپنی ذات اور گھر والوں پر خرچ کرے گا تو برکت سے خالی ہوگا، اگر وہ اس کو چھوڑ کر مرا تو وہ اس کے جہنم کے سفر میں زادِ راہ بنے گا، اللہ تعالیٰ برائی کو برائی سے نہیں مٹاتا ہے بلکہ برے عمل کو اچھے عمل سے مٹاتا ہے، خبیث، خبیث کو نہیں مٹاتا ہے'' (مشکوۃ)

۶-----حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اے لوگوں اللہ کی نافرمانی سے ڈرتے رہنا اور روزی کی تلاش میں غلط طریقہ مت اختیار کرنا اس لئے کہ کوئی شخص اس وقت تک نہیں مر سکتا جب تک اسے پورا رزق نہ مل جائے اگر چہ اس کے ملنے میں کچھ تاخیر ہو سکتی ہے تو اللہ سے ڈرتے رہنا اور روزی کی تلاش میں اچھا طریقہ اختیار کرنا۔ حلال روزی حاصل کرو، اور حرام روزی کے قریب نہ جاؤ'' (ابن ماجہ)

۷-----حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

''بہترین کمائی مزدوری کی کمائی ہے بشرطیکہ اپنے مالک کا کام خیر خواہی اور خلوص سے انجام دے''

رزق حلال حاصل کرنیکی فضیلت:

مندرجہ ذیل احادیث مبارکہ رزق حلال حاصل کرنے کی فضیلت پر روشنی ڈالتی ہیں:

ا..............حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

''جو شخص حلال روزی کی تلاش کرتے کرتے تھک کر رات کو اپنے گھر جاتا ہے، ایسا شخص جب سوتا ہے تو اس کے سب گناہ بخشے ہوئے ہوتے ہیں اور وہ اس حالت میں بیدار ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ اس سے خوش ہوتا ہے''

۲..............حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

''پیشہ ور مسلمان (کسب حلال کرنے والا) اللہ کا دوست ہے''

۳..............حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

''جو شخص چالیس دن ایسی حلال روزی کھائے جسے کسی حرام کے ساتھ آمیزش نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے دل پر حکمت کے چشمے جاری فرما دیتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ دنیا کی محبت اس کے دل سے نکال دیتا ہے'' (احیاء العلوم)

حقیقت یہ ہے کہ اگر روزی حلال و پاک ہے تو ایسے شخص کی دعا مستجاب ہوتی ہے، اس کو جہاد کا ثواب ملتا ہے اور اس کو دین سے اس طرح نسبت ہے جس طرح بنیاد کو عمارت سے۔ اور اگر رزوی حلال و پاک نہیں ہے تو:

..............تمام عبادات ناقص بلکہ غیر مقبول۔

..............اور یہ کمائی کمانے والے کے لئے دوزخ کا توشہ ہوگی

❀ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ مباح چیزوں سے بھی ستر مرتبہ پرہیز کرو تا کہ حرام کی طرف خیال ہی نہ جائے۔

❁ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شبہ کے ایک درہم کا چھوڑ دینا میرے نزدیک ایک لاکھ سے چھ لاکھ درہم تک خیرات کرنے سے بہتر ہے۔

❁ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اپنی ضرورتوں کو کم کرو گے تو راحت پاؤ گے۔

❁ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض اکابر صلحاء کا قول ہے کہ بعض اوقات آدمی حرام کا ایک لقمہ کھاتا ہے اور اس کا دل ایسا بگڑ جاتا ہے جیسے چمڑا، اور پھر کبھی اپنی اصلی حالت پر نہیں آتا۔ (احیاء علوم دین)

❁ حضرت معروف کرخی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ دولت کے بھوکے کو کبھی حقیقی راحت نہیں مل سکتی۔

❁ امام حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے تقویٰ کا یہ حال تھا کہ آپ کے صاحبزادے کو حاکم وقت نے قاضی مقرر کیا جس دن سے وہ قاضی مقرر ہوئے اس دن سے آپ نے اپنے صاحبزادے (ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ) کے گھر سے کوئی چیز استعمال نہیں کی اس لئے کہ وہ شاہی خزانے سے وظیفہ پاتے تھے۔ ایک دن خادم نے غیر دانستہ طور سے ابو صالح رحمۃ اللہ کے گھر سے چٹکی بھر خمیرہ اٹھا ہوا آٹا لے لیا اور اس سے روٹی پکائی۔ آپ کو خبر ہوئی تو آپ نے تمام روٹیاں پھینکوا دیں۔ بعد میں پتہ چلا کہ روٹیاں خادم نے دریائے دجلہ میں ڈال دیں تو اس دن کے بعد آپ نے دریائے دجلہ کی مچھلی کھانا ترک کر دی۔

یہ تھا ہمارے اسلاف کا حال اور اب ہماری حالت یہ ہے کہ ہر طرف رشوت کا کاروبار زوروں پر ہے، سود خوری کا بازار گرم ہے اور شاید ہی کوئی ایسا محکمہ یا ادارہ ہو جس میں رشوت یا سود کا کاروبار نہ ہوتا ہو یا دیگر حرام کام یا ذرائع سے کام نہ لیا جاتا ہو۔ یہ کیسی عجیب بات ہے کہ ہم میں سے کوئی شخص بھی یہ بات پسند نہیں کرتا کہ اسے

ملاوٹ شدہ مال بیچا جائے، یا اسے دھوکہ دیا جائے یا اس کے مال پر غاصبانہ قبضہ کیا جائے یا اس سے زبردستی رشوت اور سود لیا جائے۔ مگر افسوس کہ وہی بات جو ہم اپنے لئے ناپسند کرتے ہیں اپنے بھائی کے ساتھ روا رکھتے ہیں۔ یہ کیسا ایمان ہے! اور یہ کیسا دعویٰ غلامی رسول ہے۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

ہم نے معاشرے میں پیار و محبت سے رہنے کے تمام اصول بھی نظر انداز کر دیئے۔ ہمیں زندگی گزارنے کے آداب سکھائے گئے تھے لیکن ہم نفسانفسی کے شکار ہو گئے اور قرآن و سنت کے ابدی اصولوں کو پس پشت ڈال دیا۔ چنانچہ نتیجتاً آج ہمارا سارا معاشرہ پراگندہ اور مصائب و آلام کا شکار ہو کر رہ گیا ہے۔

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

رزق حرام کے حصول کے مختلف طریقے:

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ رزق صرف سود یا رشوت کی رقم سے حرام ہو جاتا ہے یہ تصور صحیح نہیں ہے بلکہ کسی بھی ناجائز طریقے سے روزی کا حصول روزی کو حرام بنا دیتا ہے مثلاً:

۱......عیب دار چیز کی تجارت (بغیر اس کے عیب کو ظاہر کیئے)،

۲.........دھوکہ دے کر اور قسمیں کھا کر مال بیچنا،

۳..........عہدہ، مہارت، تجربہ یا پیشہ سے ناجائز فائدہ اٹھانا،

مثلاً بڑے بڑے اور مشہور ڈاکٹر، انجینئر، وکلاء وغیرہ کا مجبور اور ضرورتمند

لوگوں سے بھاری فیس وصول کرنا، اپنے عہد کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے ذاتی کام نکالنا یا مالی فائدہ حاصل کرنا،

۴..........کام چوری: آج کل ہم اس کو بالکل گناہ نہیں سمجھتے، حالانکہ حق یہ ہے کہ روزی جب حلال ہوگی جب ہم وقت کی پابندی، ڈسپلن، پوری تندہی، خلوص دیانتداری، امانت داری اور محنت سے اپنی ملازمت کی ذمہ داریاں ادا کریں۔

❁ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کتابوں میں تحریر ہے کہ دن بھر مزدوری کرنے کے بعد جب شام کو اجرت وصول کرتے تو اجرت کا کچھ حصہ مالک کو واپس کر دیتے اور فرماتے کہ شاید میں نے آپ کی توقع کے مطابق کام سرانجام نہ دیا ہو، (اللہ اکبر)

☆ زبور میں عقلمندوں کی نشانی یہ بتائی گئی ہے کہ وہ صرف تین چیزوں سے اپنا واسطہ رکھتے ہیں:

(۱) آخرت کے لئے زادِ اعمال کا مہیا کرنا،

(۲) بقدر کفایت کسب معاش میں مصروف کار رہنا،

(۳) حلال اور طیب ذرائع سے اپنی دنیوی لذتوں کو پورا کرتے ہوئے حرام طریقوں سے اجتناب کرنا۔

آج ہماری حالت یہ ہے کہ ہماری دیوار کے ساتھ ملی ہوئی دیوار کے مکینوں کا ہمیں علم تک نہیں ہوتا کہ وہ کون ہیں، کوئی اس گھر میں مریض تو نہیں ہے، کوئی بھوکا ننگا تو نہیں؟۔ ہمارے اسلاف کی، جو سنت رسول ﷺ پر سختی سے کاربند تھے، ایسی ایسی شاندار مثالیں موجود ہیں کہ اگر آج ہم ان پر عمل کریں اور ہمارے اندر بھی ان جیسا جذبہ پیدا ہو جائے تو معاشرہ جنت کا نمونہ بن جائے۔

آج کل اکثر لوگوں کو یہ کہتے سنا جاتا ہے کہ جب تمام معاشرہ بگڑا ہوا ہو تو

حرام کھائے بغیر چارہ نہیں۔ کہا جاتا ہے کہ آج کل بے ایمانی کئے بغیر تجارت اور ملازمت ممکن نہیں، اس لئے مجبوراً ہم بھی ایسا کرتے ہیں۔ یہ سب نفس اور شیطان کا واہمہ ہے اور بے بنیاد اور فضول باتیں ہیں اور یہ ہمارے ایمان کی کمزوری کا ثبوت ہے۔

دراصل ہم اپنی چادر دیکھے بغیر پاؤں پھیلانے کے عادی ہو گئے ہیں اور فضول خرچی اور اسراف ہمارا مزاج بن چکا ہے، اللہ تعالیٰ نے تو اسراف کرنے والوں کو شیطان کا بھائی کہا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ہم میں صبر کا فقدان اور دکھاوے کا رجحان ہے سادہ کھانے پینے اور پہننے پر ہم قانع اور صابر وشاکر نہیں رہ سکتے۔ دوسروں کے ساتھ دنیا کی ہر بات میں ہم دوڑ لگانے کے خوگر ہو چکے ہیں۔ کسی کی دینداری پر ہمیں بالکل رشک نہیں آتا۔ مگر دنیاداروں سے آگے بڑھنے کا بھوت ہر وقت ہم پر سوار رہتا ہے۔

قرآن وسنت میں رزق حلال پر جو زور دیا گیا ہے، اس کی معاشی، معاشرتی مصلحت وحکمت اور انسانوں کی انفرادی واجتماعی زندگی پر مرتب ہونے والے اثرات کا جائزہ فلسفیانہ انداز سے بہت کم لیا گیا ہے۔ رزق حلال اسلام کے معاشی نظام کے فلسفے کی روح ہے، یعنی اسلام ہمارے کردار کی تشکیل اس نہج پر کرنا چاہتا ہے کہ جو چیز ہمیں حاصل ہو وہ محنت کی بنیاد پر ہو، اور ہمیں ضروریات زندگی کی تکمیل کے لئے جو چیز یا رقم ملے وہ ہمارے خون پسینے اور ہماری صرف ہونے والی توانائی کا بدل ہو۔ اور خود ہمیں اخلاقی طور پر یہ نکتہ ملحوظ رکھنا ہے کہ بغیر محنت، حرکت وعمل یا وراثت کے جو چیز ہمیں مل گئی ہو اسے ہم اپنے لئے خارج از ملک سمجھیں (فقہی ذرائع کچھ اور بھی ہیں، ان کو بھی شامل کر لیجئے) اب جو چیز ہماری صحیح طور پر ہماری ملکیت میں نہ آ سکے، اسے اپنے تصرف میں لانا، اس سے فائدہ حاصل کرنا یا اسے صرف کرنا درحقیقت ملک غیر میں تصرف، یا خیانت ہے اور قرآن حکیم کا واضح اعلان ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ (الانفال ۸:۵۸)

''بیشک خائن (دغا والے) اللہ کو پسند نہیں''

اگر آپ غور کریں تو معلوم ہوگا کہ آج کے معاشرے میں چوری، جعلسازی، ناجائز نفع خوری، رشوت ستانی، بدعنوانی کے گندے نالے اسی خیانت کے جذبۂ فاسد سے نکلے ہیں، اس لئے اسلام اصلاح معاشرہ کے لئے ایک طرف تو ہمیں خیانت سے محفوظ رکھنا چاہتا ہے دوسری طرف ہماری قوت عمل کو بیدار کر کے ہمیں حرکت مجسم بنانا چاہتا ہے، تاکہ دنیا کی ساری ترقیوں کے دروازے ہم پر کھل جائیں، جمود و تعطل فرد و جماعت دونوں کے لئے مہلک مرض کی حیثیت رکھتا ہے اس لئے کہ لازماً اس سے خوئے گداگری پیدا ہوتی ہے، مفت خوری کا رجحان بڑھتا ہے، کچھ نہ کر سکنے کی وجہ سے اجتماعی اور قومی احتیاج اور دوسروں پر انحصار کی نوبت آ جاتی ہے، اور ہر ذلت و خواری انسان کے لئے گوارا بن جاتی ہے۔ محنت و ریاضت ہی روحانی اور مادی، دونوں ترقی کیلئے وسیلے کی حیثیت رکھتی ہیں، رزق حلال سے قدر محنت ابھر کر سامنے آتی ہے، اور اجتماعی و معاشرتی سطح پر سعی و عمل کی قدروں کو فروغ ہوتا ہے، ایک ترقی یافتہ معاشرے کی اساس یہی ہے، چنانچہ سرور کائنات ﷺ نے معاشرے کے جمود و تعطل کو ختم کر کے لوگوں کو حرکت و محنت کا عادی بنایا ایک طرف، نماز، روزے اور جہاد جیسی سعی و عمل کا نظام عطا فرمایا دوسری جانب تلاش معاش کا حکم دیا اور اس کے لئے بھی جد و جہد اور سعی و محنت کی قید رکھی گئی۔ قرآن کریم میں ہے:

وابتغوا من فضل الله (الجمعہ ۶۲:۱۰)

''اور اللہ کا فضل (روزی) تلاش کرو''

یعنی بیٹھے نہ رہو، گویا معاشرے میں حرکت و عمل کو اولیت دی گئی، ترقی کا اس سے بڑھ کر فلسفہ اور کیا ہو سکتا تھا؟

ایک اور اہم بات رزق حلال کی اہمیت کے پس منظر میں یہ ہے کہ انسان کی

توانائی محدود ہوتی ہے، اور توانائی کے بدل کے طور پر حاصل ہونے والی رقم ہی جب ایسے رزق کی بنیاد ٹھہری تو پھر اس کا امکان بہت کم ہو جاتا ہے کہ اچانک دولت کا بہاؤ کسی جانب بہت زیادہ ہو جائے، اور دوسری طرف کی راہیں بالکل مسدود ہو جائیں، یعنی ایک توازن برابر قائم رہے گا، یہ اور بات ہے کہ وراثت یا دوسرے جائز ذرائع سے بعض حضرات معاشی طور پر خوشحال اور بلند تر ہوں گے، مگر خوف الٰہی کی وجہ سے ان میں بھی سرمایہ پرستی کا رجحان نہ پیدا ہوگا، اور حبّ رسول ﷺ کی وجہ سے حبّ مال نہ پیدا ہوگا، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اسوہ ہمارے سامنے موجود ہے۔ ہر شخص سعی و محنت کے ذریعہ ضروریات زندگی کی تکمیل میں مصروف ہوگا، معاشرہ بھی متوازن ہوگا، اس لئے ہم میں مسابقت ہوگی، نہ کوئی طبقاتی جنگ، راتوں رات امیر بننے کا سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ اس ایک اکل حلال کی اہمیت کا شعور ہمیں دوسری کی حق تلفی اور ظلم زیادتی سے محفوظ رکھے گا، اور اپنے وسائل سے دوسروں کو بھی مستفید کرنے کا موقع عطا کرے گا، لیکن دشواری یہ ہے کہ قرآن کریم کو ہم صرف ضابطۂ حیات زبان سے مانتے ہیں اگر دل کی گہرائیوں سے مان لیں تو ہر وقت صاحب قرآن یعنی قرآن مجسم، و باعث تخلیق کائنات، ﷺ کی حیات مبارکہ ہمارے پیش نظر رہے جو ہمارے لئے بہترین نمونہ اور اسوۂ حسنہ ہے۔ یعنی ہر مشکل اور ہر مرحلے میں دستگیری کرنیوالی۔

مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی ذمہ داری:

امت مسلمہ کی تعریف کیا ہے؟ یہ کون ہیں؟ اور ان کے سپرد کیا کام اور کون سی ذمہ داریاں ہیں؟ اس کے جواب کے لئے ملاحظہ ہوں قرآن مجید فرقان حمید سورہ العمران کی آیت مبارکہ نمبر ۱۱۰ کا ترجمہ:

”تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو

اور برائی سے منع کرتے ہو، اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو''

مگر صد حیف کہ وہ امت مسلمہ جس کو اللہ نے ''خیر الامۃ'' کے عظیم خطاب سے سرفراز فرمایا، اور جسے دوسروں کی رہنمائی اور اصلاح کی ذمہ داری سونپیں گئیں آج وہ خود اصلاح طلب ہے۔ دعوت و تبلیغ کا فریضہ امت کے ہر فرد پر عائد ہوتا ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ امت مسلمہ کا ہر فرد خواہ وہ کسی رنگ و نسل کا ہو کوئی بھی زبان بولتا ہو اور کسی بھی صوبے یا علاقہ کا رہنے والا ہو سب سے پہلے اپنی اصلاح اور اپنے گھر کی اصلاح کی طرف متوجہ ہو اور اسلام کی عائد کردہ ذمہ داریوں اور تقاضائے محبت رسول ﷺ کو بطریق احسن نبھائے اور پھر تبلیغ دین و اصلاح و فلاح المسلمین کے لئے حتیٰ المقدر جدو جہد کرے، مبادا ہمیں اس فرض منصبی سے کوتاہی کے خوفناک نتائج سے دوچار ہونا پڑے جن کی اطلاع مخبر صادق، عالم ما کان و ما یکون ﷺ نے اپنے متعدد فرامین کے ذریعہ دی ہے۔ طوالت کے خوف سے صرف تین ارشادات ملاحظہ ہوں:

(۱) حضور نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کا ارشاد ہے:

''لوگو! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''امر بالمعرف'' اور نہی ''عن المنکر'' (یعنی نیکی کا حکم اور برائی سے منع) کرتے رہو مبادا تم پر ایسا وقت آجائے کہ تم دعا مانگو اور قبول نہ ہو، تم سوال کرو اور پورا نہ کیا جائے، تم اپنے دشمنوں کے خلاف مجھ سے مدد چاہو اور میں تمہاری مدد نہ کروں'' (ابن ماجہ)

(۲) حضور اکرم نور مجسم ﷺ نے قسم کھا کر فرمایا:

''تم لوگ نیکی کا حکم کرتے رہو اور برائی سے منع کرتے رہو ورنہ اللہ تعالیٰ اپنا عذاب تم پر مسلط کردے گا، پھر تم دعا بھی مانگو گے تو قبول نہ ہوگی'' (ترمذی)

(۳) آقا و مولیٰ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا:

''اگر کسی قوم میں کوئی شخص گناہ کا ارتکاب کرتا ہے اور وہ قوم قدرت ہونے کے باوجود اس شخص کو اس گناہ سے نہیں روکتی تو ان پر مرنے سے پہلے دنیا ہی میں اللہ کا عذاب مسلط ہو جاتا ہے'' (ابو داؤد، ابن ماجہ)

محبت رسول کے تقاضے:

آخر میں مدعایان محبت رسول ﷺ سے چند معروضات پیش کرنے کی جسارت کرتا ہوں۔ اس لئے کہ محبت کا دعویٰ کرنا تو بہت آسان ہے اور محبت کے دعویدار بہت ہوتے ہیں لیکن رسم محبت کرنبھانے والے بہت کم ہوتے ہیں۔ دراصل محبت کی وادی ایک پرخار اور کٹھن وادی ہے اور اس سے گزرنے میں وہی لوگ کامیاب ہوتے ہیں جو محبوب کی محبت میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے کے لئے ہمہ وقت مستعد رہتے ہیں اور اس پر خار وادی میں اپنے سروں کو اپنی ہتھیلی پر لئے پھرتے ہیں۔ دعویٰ تو بہت آسان ہے لیکن دعویٰ کی دلیل پیش کرنا بہت مشکل ہے۔ بقول حافظ شیرازی۔

الا یاایھا الساقی ادرکاسأ و ناولھا
کے عشق آساں نمود اول ولے افتاد مشکلہا

یا بقول شاعر۔

یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

اس حقیقت میں کوئی ابہام کی گنجائش نہیں کہ سرکار ابد قرار تاجدار مدینہ ﷺ کی محبت کے بغیر کوئی شخص مسلمان اور صاحب ایمان نہیں ہوسکتا۔ اس سلسلہ میں قرآنی فتویٰ ملاحظہ ہوں:

"قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآءُ كُمْ وَاَبْنَآءُ كُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَ
عَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَ فْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ
كَسَادَهَا وَ مَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِنَ اللّٰهِ وَ
رَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ط
وَاللّٰهُ لَايَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ" (التوبہ:۲۴)

ترجمہ:

''تم فرماؤ ! اگر تمہارے باپ دادا اور تمہارے بیٹے اور تمہارے
بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہارے کمائی کے مال اور وہ
سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان، یہ
چیزیں اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) اور اسکی راہ میں لڑنے سے
زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے ،اور اللہ
فاسقوں کو راہ نہیں دیتا''

حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

الا لا ایمان لمن لامحبة له

''خبردار جس کے دل میں حضور ﷺ کی محبت نہیں اس کا ایمان نہیں''

دیکھنا یہ ہے کہ ہم دعویداران محبتِ رسول، تکمیل ایمان بالرسالت اور محبت رسول ﷺ کے تقاضے پورے کرنے میں کس حد تک مخلص ہیں۔حضور پرنور آقائے دوجہاں ﷺ کا فرمان مبارک ہے:

"لایومن احدکم حتی اکون احب الیه من والده وولده والناس اجمعین" (بخاری)

ترجمہ: ''تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اس کے باپ، اور اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے محبوب نہ ہو جاؤں''

دوسری حدیث شریف زرقانی علی المواہب کی ہے اس کا مفہوم ہے کہ:

''کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کی جان سے زیادہ اس کو محبوب نہ ہو جاؤں''

قرآن حکیم میں بھی ارشاد ہے:

''اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ'' (سورۂ احزاب:۳۳:۶)

یہ نبی ﷺ مسلمانوں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں

(یا مسلمانوں کے ان کی جان سے زیادہ مالک ہیں)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

اللہ کی سرتا بقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ

قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

قرآن حکیم کا اس سلسلہ میں بڑا واضح حکم موجود ہے:

''فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ'' (الاعراف:۷:۱۵۷)

ترجمہ:

''تو وہ جو اس پر (یعنی رسول ﷺ) پر ایمان لائیں، اور اس کی تعظیم بجا لائیں، اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے

ساتھ اترا (یعنی قرآن شریف، اور صاحب قرآن) وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں، وہی بامراد ہوئے''

اس آیت کریمہ میں حصول فلاح کی شرائط بہت واضح الفاظ میں بیان کی جارہی ہیں۔

پہلی شرط	:	ایمان بالرسالت
دوسری شرط	:	تعظیم وتوقیر رسول ﷺ
تیسری شرط	:	نصرت رسول ﷺ
چوتھی شرط	:	اطاعت رسول ﷺ

مذکورہ بالا آیت میں ایمان کو تعظیم پر مقدم فرمایا کہ بغیر ایمان آپ کی تعظیم کچھ مفید نہیں۔ آپ کی تعظیم وتوقیر کو نصرت رسول ﷺ اور اتباع رسول ﷺ پر مقدم فرمانے کی حکمت یہ ہے کہ یہ بات کھل کر سامنے آجائے کہ دین کی نصرت وامداد کوئی کتنی ہی کیوں نہ کرتا رہے اور قرآن کریم کے ہر ہر فعل پر خواہ عمل پیرا ہو جائے مگر جب تک میرے محبوب صاحب لولاک ﷺ کی عزت وتوقیر دل میں نہیں ہوگی یہ سب ریاکاری اور بولہبی ہوگی۔

بمصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی ست

قرآن مجید نے تعظیم رسول ﷺ کے کئی آداب اور پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے جن میں سے چند ایک مختصراً درج ذیل ہیں۔

☆ جو کوئی رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا وہی اللہ کا مطیع ہوگا، رسول ﷺ کی اطاعت اللہ ہی کی اطاعت ہے۔

☆ اہل ایمان کسی بھی عمل میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے پہل نہ کیا کریں۔

☆ رسول اللہ ﷺ کو عامیانہ انداز میں نہ مخاطب کیا جائے (بلکہ اس کے بجائے یا رسول اللہ اور یا نبی اللہ جیسے القاب سے پکارنے کی تاکید وتلقین کی گئی ہے)۔

☆ سید عالم ﷺ کے حضور اپنی آوازیں ان کی آواز سے زیادہ بلند نہ کرو مبادا کہ تمہارے اعمال حبط و برباد ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

☆ مدنی تاجدار سرکار دو عالم ﷺ کے حضور ان کی شایان شان القاب وخطاب کے الفاظ لکھے اور بولے جائیں۔

(ذومعنی ،مشکوک اور عامیانہ الفاظ یا کوئی بھی لفظ جس سے ذرا بھی بے ادبی کا شائبہ ہو حضور ﷺ کی شان اقدس میں لکھنا یا بولنا سخت گستاخی اور اللہ تعالیٰ کے عتاب کا موجوب ہے)۔

حضور ﷺ کی محبت کے مذکورہ بالا تقاضوں کی روشنی میں جو بات نتیجہ کے طور پر سامنے آئی ہے وہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے محبوب مکرم ﷺ کی آواز سے اونچی آواز کرنے والوں کے لئے اعمال کی بربادی کا اعلان فرمائے ،ان کا نام لے کر پکارنے والوں کو بے عقل گردانے ،ان کی ذات مقدسہ کے لئے ایسے لفظ کا استعمال بھی گوارہ نہ فرمائے جس کے پس پشت اس کے محبوب معظم ومحترم ﷺ کی توہین کا ہلکا سا بھی پہلو یا شائبہ نکلتا ہو تو غور فرمائیں! کہ اس ذات لم یزل کے نزدیک اس شخص کی کیا وقعت اور عزت ہوگی جو صبح سے شام تک اس کے محبوب مکرم ،خلق کے آقائے محترم ، جناب نبی مکرم ﷺ کے بے شمار ارشادات کو پس پشت ڈالتا ہے۔

............نہ سنن ومستحبات کی ،

............نہ فرائض واجبات کی پرواہ کرتا ہے

............نماز با جماعت تو در کنار سرے سے نماز کا ہی تارک ہو!

............غیبت ، چوری ، ڈاکہ ، کام چوری ،سود خوری ،شراب خواری ، جھوٹ ، ملاوٹ ،

دن لہو میں کھونا تجھے شب صبح تک سونا تجھے
شرم نبی ، خوف خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

اے کاش مسلمان آج اپنے فرض منصبی کو کما حقہ ادا کریں اپنے جسم و جان کو محبت و اتباعِ رسول کے نور سے مزین کرلیں تو آج دنیا کا نقشہ ہی بدل جائے۔ مگر ہم ہیں کہ خود آپس ہی میں دست و گریباں ہیں۔ آج جس قدر ہمیں عشق رسول اور اسوۂ حسنہ کے حوالے سے آپس کے اتحاد و اتفاق کی ضرورت ہے شاید اتنی شدید ضرورت پہلے کبھی نہ تھی۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
کل نہ مانے گے قیامت میں اگر مان گیا

نام .... اصلاحِ معاشرہ (سیرتِ رسول کی روشنی میں)

تحریر .... صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

سن اشاعت.......... 1422ھ/2002ء

صفحات 24

ھدیہ .... 6/= روپیہ

ناشر

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل

کراچی: آفس: 25 جاپان مینشن، ریگل چوک، صدر کراچی، (74400)، پوسٹ بکس نمبر 489
ٹیلی فون نمبر: 021-7725150 فیکس: 7732369

اسلام آباد: D-44/4، اسٹریٹ نمبر 38، سیکٹر F-6/1، اسلام آباد 44000،
ٹیلی فون نمبر: 051-2825587

دھوکہ دھی اور طرح طرح کے فراڈ کر کے روزی کمار ہا ہو!

کیا محبان رسالتمآب ﷺ کا یہ شیوہ ہوسکتا ہے؟ ہرگز ہرگز نہیں۔

مسلمان بھائیوں! ذرا ٹھنڈے دل سے اپنے پیارے رسول، محبوب رب العالمین ﷺ کی شان و عظمت کا اندازہ کرو ان پر ایمان اور ان کی تعظیم و محبت کے قرآنی تقاضوں کو دیکھو اور اپنے اعمال کا محاسبہ کرو۔ کیا سرکار ابد قرار ﷺ کی محبت کے تقاضے کے حوالے سے کبھی یہ خیال آتا ہے کہ تمہارے کسی قول و عمل سے تاجدار کونین ﷺ کو جو اللہ کے محبوب ترین بندے اور رسول ہیں، اذیت نہ پہنچے ورنہ تم اللہ کے قہر و غضب کا نشانہ نہ بن جاؤ گے؟

حضور ﷺ کی متاع عزیز یعنی حضور ﷺ کے لائے ہوئے دین حق پر چاروں طرف سے دشمنان اسلام کی نگاہیں لگی ہوں اور وہ اس کی بربادی کے درپے ہوں یہودی صفت اور شیطان طنیت افراد اپنی ناپاک حرکتوں اور سازشوں میں مصروف ہوں اور تو اور خود مدعیان اسلام ہی میں سے ان گنت لوگ اللہ اور اس کے محبوب پاک ﷺ کی اطاعت و اتباع کی بجائے ابلیس کے نقش قدم پر چل رہے ہوں۔ بھائی بھائی کا گلا کاٹ رہا ہو، عزت دار کی عزت محفوظ نہ ہو، اور جان و مال کے تحفظ کی کوئی ضمانت معاشرہ میں مہیا نہ ہو تو ایسے حالات میں حضور نبی کریم ﷺ کی محبت کا دعویدار اگر خاموش تماشائی بنا بیٹھا ہو اور دین متین کی سربلندی کیلئے وہ کوئی رول ادا نہ کرے، نہ امر بالمعروف کی اسے فکر ہو نہ نہی عن المنکر کا اسے خیال ہو، نہ اقامت دین کے لئے سعی ذیشان ہو، اور نہ شہادت علی الناس کا اسے دھیان ہو اور شریعت اسلامیہ کو پس پشت ڈالنے والوں اور سرکار دو عالم ﷺ کی غلامی سے جی چرانے والوں کو دیکھ کر نہ اس کا دل کڑھے اور نہ پریشان ہو تو ایسے شخص کے پاس حضور ﷺ کی محبت کی کیا دلیل ہے؟

بقول امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ۔

رابطہ :- ۲۵، جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل) صدر، کراچی۔ 74400، پوسٹ بکس نمبر 489
فون :- 021-7725150-7771219، اسلامی جمہوریہ پاکستان (E.mail:marifraza@hotmail.Com)